دار الافتاء دار العلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال

فتویٰ نمبر 31810

برائے رابطہ 0300-7895331 | www.darululoomkabirwala.com
0300-9606524 | owaisirshadahmad@gmail.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا جو اپنے پیچھے ایک بیوی، ۲ بیٹے اور ایک بیٹی کو چھوڑ گیا۔ اب تک مرحوم کی بیٹی نے کبھی بھی اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ چونکہ والد کا انتقال اپریل ۲۰۱۹ء کو ہوا تھا یعنی انتقال کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن بھائیوں نے اب کہا کہ بہن تمہارا اس میں حصہ بنتا ہے۔ پیسہ ہم تھوڑی تھوڑی قسطوں کی صورت میں ادا کریں گے۔ حالانکہ بہن قسطوں میں لینے پر راضی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ مجھے میرا حصہ ایک ساتھ پورا چاہیے۔ اور اس بہن نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک سال تک جو بھائی گھر میں رہے ہیں تو بھائی اس کو ایک سال کا اسکے حصہ کے بقدر کرایہ بھی ادا کریں۔ خلاصہ یہ کہ بہن دو چیزوں کا مطالبہ کر رہی ہے۔

① وراثت کے حصہ کا اور وہ بھی یکمشت یعنی ایک ساتھ

② ایک سال کا کرایہ جو بھائی اسکے مکان کے حصہ میں ایک سال تک رہے ہیں۔

تو آیا اس صورت میں خاتون ایک سال کے کرایہ کی حقدار ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ صورت میں بہن کی طرف سے اپنے حصے کی یکمشت ادائیگی کا مطالبہ کرنا درست ہے، بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ اس کا شرعی حق اس کے مطالبہ پر فی الفور ادا کریں۔ اگر بہن قسطوں میں لینے پر راضی نہ ہو تو اسے قسطوں کی صورت میں اپنا حق لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ مطالبہ کے باوجود اگر بھائی اپنی بہن کا حق ادا نہیں کرتے تو وہ غاصب شمار ہوں گے، اس صورت میں ان کے لیے بہن کے حصے سے استفادہ کرنا حلال نہیں۔ البتہ خاتون کو اپنے بھائیوں سے گزشتہ دنوں کے کرایہ کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

لما فی الفقہ الاسلامی وأدلتہ:

(لصاحب الحق أن يستوفي حقه بكل الوسائل المشروعة ... واستيفاء حق الإنسان (العبد) يكون بأخذه من المكلف به باختياره ورضاه، فإن امتنع من تسليمه فإن كان الموجود عين الحق كالمغصوب والمسروق والوديعة أو مثل الحق كضمان العين المغصوبة عند هلاكها ... على أخذه من قبل صاحبه ...

Scanned with CamScanner

منزلة أو مضرة في الحال التي أو كان الموجود تحت يده من خلاف جنس الحق مطلقاً فليس لصاحب الحق بإمكان الفقهاء استيفاءه بنفسه إلا بواسطة القضاء.

(الفقه الإسلامي وأدلته ص ٢٨٥٧-٢٨٥٦ ج ٤ ط رشيدية كوئٹه)

وفي البناية

فقال الحنفية: لا تورث الحقوق والمنافع لأن الإرث يجري في المال الموجود وهو الأعيان وهذه ليست أموالا عندهم.

(البناية ص ٢٨٤٩ ج ٤ ط رشيدية كوئٹه)

وفي إعلاء السنن

وقال أبو حنيفة: لا يضمن المنافع وهو الذي نصره أصحاب مالك ... واحتج من لم يوجب الأجر بقول النبي صلى الله عليه وسلم "الخراج بالضمان" وضمانها على الغاصب فالمنافع له، ولأنه استوفى منفعته بغير عقد ولا شبهة ملك أشبه ما لو زنا بامرأة مطاوعة ... ويقول النبي صلى الله عليه وسلم "على اليد ما أخذت حتى تؤديه" فأوجب رد ما أخذ ولم يأخذ الغاصب إلا العين دون المنفعة فإنها حدثت عنده شيئاً فشيئاً.

(إعلاء السنن ص ٣٤٧ ج ١٦ ط إدارة القرآن)

وفي الأشباه والنظائر

منافع الغصب لا تضمن إلا في ثلاث: مال اليتيم، ومال الوقف، والمعد للاستغلال. منافع المعد للاستغلال مضمونة إلا إذا سكن بتأويل ملك أو عقد كبيت سكنه أحد الشريكين في الملك ... وقال الحموي رحمه الله تحت قوله "كبيت سكنه أحد الشريكين" يجب أن يعلم أن الدار المشتركة في حق السكنى وما كان من توابعها تجعل كالمملوكة لكل واحد من الشريكين على سبيل الكمال. إذ لو لم تجعل كذلك منع كل واحد من الدخول والقعود ووضع الأمتعة فتتعطل عليه منافع ملكه وأنه لا يجوز. وإذا جعلناها هكذا صار الحاضر ساكناً في ملك نفسه فكيف يجب. كذا في العمادية.

(الأشباه والنظائر مع شرحه للحموي ص ٢٨٣-٢٨٢ ج ٢ ط إدارة القرآن)

والله تعالى أعلم وعلمه أتم وأحكم.

تشهد محمد النعمان لوانوي عفي عنه
متخصص في الإفتاء بجامعة دار العلوم
عيدگاه كبير والا ضلع ملتان

الجواب صحيح

عبده محمد رسول الرشادي عفي عنه
دار الإفتاء دار العلوم كبير والا

٥/٦/١٤٤٣ ھ